عالمی پیمانے پر اسلامی تبلیغ

حجۃ الاسلام مولانا سید
محمد زکی باقری صاحب قبلہ

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ :اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا فَهِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ وَجَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ سَدًّا وَّمِنۡ خَلۡفِهِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰهُمۡ فَهُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ" (سورہ یٰس آیت-9،8)

سماجی علوم کا کلیہ ہے کہ انسان ایک اجتماعی مخلوق ہے اور وہ انفرادی طور پر زندگی نہیں گذار سکتا، وہ اجتماع میں رہ کر قدم آگے بڑھاتا ہے- اسی طرح ایک ملک بھی تنہا نہیں رہ سکتا، اس کو اس کرۂ ارض (Globe) میں رہ کر اس عالمی دنیا سے ملنا چاہئے-

قرآن کہتا ہے "اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا فَهِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ" ہم نے انکی گردنوں میں زنجیریں (chains) ڈال دی ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ مادی زنجیریں نہیں ہیں، وہ زنجیریں ان کی ٹھڈیوں تک آگئی ہیں۔- ہمارے یہاں جنوبی ہندوستان میں شادی کے موقع پر دولھا کی گردن میں پھولوں کے ہار ڈالے جاتے ہیں جو اس کے لئے ایک مصیبت بن جاتے ہیں کیوں کہ جب گلے میں ہار ڈالتے ہیں تو ہار کے وزن کا تقاضا ہے کہ گردن جھکے، دوسری طرف وہ گردن جھکانا نہیں چاہتا اور کوشش کرتا ہے کہ اسے اپنی طبعی حالت میں رکھے، ہار جتنے بڑھتے جاتے ہیں گردن کو سیدھی رکھنے کی کوشش میں وہ اتنا ہی اکڑتا جاتا ہے۔ وہ درحقیقت اکڑنا نہیں چاہتا صرف یہ چاہتا ہے کہ اس کی گردن نہ جھکے۔ اور جب ہار بڑھتے بڑھتے ٹھڈیوں تک آجائیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نہ اپنے سامنے دیکھ پاتا ہے اور نہ اپنے دائیں بائیں۔

دین اسلام نے ابتدا ہی سے جس بات کا بیڑا اٹھایا ہے وہ فکری جنگ ہے اس لئے کہ عمل فکر کا نتیجہ ہے اور فکر و ادراک میں جتنی تبدیلی آتی جائے گی عمل میں اتنا ہی فرق آتا جائے گا۔ یہ انسانی تربیت کا ایک اصول ہے جسے ہم تربیت کے وقت بھول جاتے ہیں۔ شوہر اور بیوی کے درمیان جھگڑے اسی لئے ہوتے ہیں کہ ہم ڈائرکٹ عمل پر حملہ (Attack) کرتے ہیں اور عمل کی تصحیح اس وقت تک ناممکن ہے جب تک فکر کی تصحیح نہ ہوجائے۔

قرآن بھی ایک Challenge لیکر آیا ہے جو ایک عالمی Challenge ہے اور وہ یہ کہ قرآن تصحیح فکر کے لئے آیا ہے فکری تصحیح کے بعد عمل خود بخود صحیح ہوجائے گا۔ فکر میں جتنی گہرائی ہوگی عمل میں اتنا ہی اخلاص ہوگا اسی لئے ہمارے یہاں احادیث میں ملتا ہے: ''تفکر ساعة خير من عبادة سنة " یہاں تک کہ سبعين سنه" یعنی ایک سال کی فکر ستر سال کی عبادتوں سے بہتر ہے۔ اگر ہم اپنے اوپر سے پہلی زنجیر اتار دیں اور یہ سمجھ لیں کہ اسلام ایک عالمی دین ہے میرا فردی اور خاندانی دین نہیں ہے اور ایک عالمی دین کیلئے عالمی تبلیغ کی ضرورت ہے تو اس کے نتائج سامنے آئیں گے۔ اس کے لئے کام کی ضرورت ہے ہمیں اپنے خول سے باہر آنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے ابریشم کے تاروں سے باہر آنے کی ضرورت ہے۔

بنگلور سے قریب علی پور میرا گاؤں ہے جہاں زمینداری کے زمانے میں ریشم کی بھی کاشت ہوتی تھی۔ شہتوت کے ایک پتے پر ریشم کے کیڑوں کے ہزاروں انڈے ہوتے ہیں اور تین دن کے بعد وہ انڈے باریک باریک کیڑوں کی شکل میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ ۲۱ دن تک وہ کیڑے پتے کھاتے ہیں اور وہ جتنا زیادہ پتے کھاتے ہیں اتنا ہی زیادہ ریشم اگلتے اور اتنا ہی اپنے بنائے ہوئے تاروں کے اندر مقید ہوتے جاتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اتنے مضبوط تاروں کے اندر مقید کر لیتے ھیں کہ آج کی سائنٹفک دنیا میں بھی بلٹ West Proof bullet اسی

سے بنایا جاتا ہے۔ ریشم کے ان تاروں سے کتنا مضبوط اور اچھا لباس تیار کیا جاتا ہے اسی لئے مولا امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ دنیا کی بہترین غذا شہد ہے اور بہترین لباس ریشم ہے اور دونوں کیڑوں کا تھوک ہیں پھر اس دنیا سے کیا محبت کریں۔

اب اسی مثال سے آپ اندازہ لگائیں شاید ہم سب کو جو سب سے بڑی پریشانی لاحق ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنے افکار کے ایسے ابریشم میں مقید ہیں جسے کسی اور نے نہیں بلکہ خود ہم نے تیار کیا ہے۔ اس کیڑے کی خوبی یہ ہے کہ جب وہ ریشم تھوکنا شروع کرتا ہے تو اس میں شروع سے لیکر آخر تک ایک ہی تار ہوتا ہے اسی لئے اس تار کو سات دن کے اندر ہی ریشم کی شکل میں نکال لیا جاتا ہے ورنہ اگر آپ نے نہیں نکالا تو ساتویں دن وہ کیڑے تار کو کاٹ کر تتلی کی شکل میں اڑ جائیں گے۔

آج کی دنیا اور ہر دور کی دنیا افکار کے ابریشم میں مقید ہے اور اس کا واحد حل یہ ہے کہ اس کو آزاد کیا جائے اور اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کہیں ہم خود اپنے بنائے ہوئے کسی ابریشم کے تار میں گرفتار تو نہیں ہیں۔ اس کے بعد پھر ساری بشریت کو آزاد کرانے کی فکر کریں کیونکہ قرآن نے اعلان کیا ہے: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ" قرآن کسی خاندان اور کسی قوم کی کتاب نہیں بلکہ پوری انسانیت (Humanity) کا آئین (Constitution) ہے قرآن پوری انسانیت کے لئے دستور العمل ہے۔ اس بات کو ہم نے اپنے بیانات وخطبات اور تقاریر ومجالس میں کب اور کس طرح پیش (Present) کیا ہے؟ مجھے نہیں معلوم، میں بچپن سے سنتا اور دیکھتا آرہا ہوں اور آپ بھی سن اور دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے اپنے اردگرد ایک چہار دیواری بنائی ہوئی ہے جس کا دائرہ تنگ سے تنگ تر کرتے چلے جارہے ہیں حتیٰ تعجب کی بات یہ ہے کہ ذرا سے نظریاتی اختلاف کی بنیاد پر اپنے مومنین کو برا بھلا کہہ کر اس دائرے سے کارج کردیتے ہیں اور پھر خوش ہوتے ہیں۔ یہ بھی کوئی منطق (Logic) ہے! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کونسی منطق ہے۔ اور اسی وجہ سے ہم فکری زنجیروں میں مقید ہیں۔ لہذا ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ ان زنجیروں کو توڑ دیں اور ہدایت کو تمام بشریت کے لئے عام کریں۔ میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ سرسری طور پر ہی صحیح تھوڑا اس بعثت انبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جائزہ لیں کہ انبیاء کیوں آئے تھے؟ ان کی بعثت کا ہدف کیا تھا؟ عام طور سے ہدف بعثت کے لئے اس آیت کو پیش کیا جاتا ہے:

"هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ" (جمعہ 2)

تلاوت، تذکیہ نفس اور تعلیم کتاب وحکمت، جبکہ یہ تبلیغ رسالت کا ایک جز تھا۔ قرآن نے تبلیغ رسالت کے اس کے علاوہ بھی اہداف بیان کئے ہیں۔ "وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ" (نحل-36)

انبیاء کیوں آئے تھے؟ انبیاء فقط اس لئے تو نہیں آئے تھے کہ وہ مومنین سے کہیں، نماز پڑھو، عبادت کرو اور پرہیز گار بنو " وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ " یہ بھی اہداف انبیاء میں سے ہے اسی لئے حکم ہوا ''" اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (طہ-24)'' موسیٰ اور ہارون کو فرعون کے پاس تزکیہ نفس کے لئے نہیں بھیجا گیا تھا اس لئے کہ جب تک سسٹم چینج نہیں ہوگا جب تک نظام میں تبدیلی نہیں ہوگی اس وقت تک تزکیہ نفس ہونے والا نہیں ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ کار ایک فیکٹری سے نکلتی ہے۔ اس فیکٹری میں کار کی تکمیل کے تمام وسائل (Tools) موجود ہوتے ہیں۔ اسی لئے وہ مکمل ہوکے نکلتی ہے۔ انسان بھی اس دنیا میں ایک خام مادہ (Raw Material) ہے۔ اس کے لئے ایک ایسی فیکٹری کی ضرورت ہے جس میں وہ تمام Tools موجود ہوں جس سے وہ انسان بن کر نکلے اور جب تک معاشرہ انسانی درست (Correct) نہیں ہوگا اس وقت تک ایک انسان صحیح نہیں ہوگا۔ اسی لئے ہمارے یہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ رسول اللہ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق بہترین مثال ایک ایسے شخص کی دی جو ایک کشتی میں بیٹھا اپنی کرسی کے نیچے سوراخ کر رہا ہے اور اس کی منطق یہ ہے کہ یہ Seat میں نے

Reserve کی ہے لہٰذا مجھے کچھ بھی کرنے کا اختیار ہے۔اب اگر یہاں پر کشتی کے دیگر افراد یہ سوچ کر خاموش ہوجائیں کہ وہ درست تو کہہ رہا ہے وہ اپنی جگہ میں سوراخ کر رہا ہے تو پوری کشتی اور اس میں موجود تمام افراد ڈوب جائیں گے۔

یہ معاشرہ ایک جال (Net) کے مانند ہے جو چاروں طرف سے ایک دوسرے سے مربوط ہے اگر معاشرے کا ایک فرد خراب ہوگا تو اس کا اثر دوسروں پر بھی پڑے گا۔اسی طرح سے اس دنیا کے دوسو ممالک میں اگر ایک ملک بھی خراب ہوگیا تو لازمی طور پر اس کا اثر (Impact) دوسروں پر بھی ہوگا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ امریکہ (America) خراب ہے تو ہو ہم تو یہاں ٹھیک ہیں۔ایسا نہیں ہے۔یہاں قم میں دیکھئے کتنے (Net Cafe) کھلے ہوئے ہیں اور جوان مشغول ہیں۔قم جو مرکز تعلیم اہل بیتؑ ہے۔مرکز پرہیز گاری ہے۔جس کو آل محمدؑ کا آشیانہ کہا گیا ''لہٰذا عش آل محمدؐ''۔لیکن اس کے اثرات یہاں پر بھی موجود ہیں کیوں کہ کوئی معاشرہ دوسروں سے کٹ کر بالکل تنہا ترقی (Progress) نہیں کرسکتا، فلاح (Growth) نہیں پاسکتا۔اسی لئے دین اسلام پورے انسانی معاشرے (Social Society) کو ٹھیک کرنے کیلئے آیا ہے۔اسلام کوئی خاندانی یا رنگوں اور نسلوں والا دین نہیں ہے۔اسلام نے ابتدا سے انتہا تک اس فکر کو توڑا ہے۔جب اذان کی بات آئی تو عرب کے مقابلے میں جبش کا رہنے والا ایک کالا اور بدصورت انسان اذان کہہ رہا ہے۔جو شین بھی نہیں کہہ سکتا۔''اسھد ان لا الہ الا اللہ'' کہہ رہا ہے۔لیکن رسول اللہؐ فکر عرب کو توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں کیونکہ جب تک عربیت نہیں ٹوٹے گی اس وقت تک میرا اس وقت تک میرا مشن عالمی سطح پر موثر نہیں ہوگا۔

بہت سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ ہم لوگ مغرب میں رہتے ہیں ہم یہاں کیا کریں؟ یہاں سے بھاگ جائیں؟ کیونکہ یہاں کے حالات بہت خراب ہیں یہاں ہمارے بچوں کے مستقبل (Future) کا کیا ہوگا۔ہم اس کا جواب یہی دیتے ہیں "**ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم**" اسلام سے قبل کی تاریخ (Pre Islamic History) پڑھئے، اسلام سے قبل خانہ کعبہ کے چاروں طرف برہنہ (Nude) عورتیں پھرتی تھیں۔آج دنیا میں نیوڈ کالونیاں ہیں اگر آپ وہاں جائیں گے تو آپ کو ان کا مخصوص انداز اپنانا پڑے گا لیکن عبادت گاہوں میں اس طرح سے نہیں ہوتا۔

عرب کے اس ماحول میں خدا نے پاک پیغمبر کو بھیجا تا کہ اس گندگی کے ماحول کو Challenge کرے، تاکہ اس ماحول کو Change کرے اور پھر سب کچھ Change ہوگیا۔ماحول سے گھبرا کر بھاگ جانا کمال نہیں ہے، ماحول کو تبدیل (Change) کرنا کمال ہے۔ماحول کو تبدیل کرنے کے لئے فکری کام کی ضرورت ہے۔اور اس میں بہت وقت لگتا ہے۔40 سال بعد اعلان رسالت ہوا۔پھر 13 سال مکہ اور 10 سال مدینے کی تبلیغ کے بعد حکم ہو رہا ہے "**حیّ علیٰ خیر العمل**"۔اب فکر کی تصحیح ہو چکی ہے لہٰذا اب عمل خیر ہوگا۔

عالمی سطح پر تبلیغ کرنے کے لئے ہم لوگوں کو فکری طور پر دین کو عالمی سطح پر متعارف کرانا ہے۔دین کی عالمی وسعت اور جامعیت کو بیان کرنا ہے۔نہ یہ کہ دین کو ایک خاندانی حیثیت سے متعارف کرایا جائے۔

پورے پاکستان میں قریب دو ہزار مومنین شہید ہو چکے ہیں، 95 ڈاکٹر صرف کراچی میں شہید ہوئے۔اگر ایک بار تمام مومنین تمام عورتیں اور سبھی بچے گھر سے باہر آکر کچھ نہ کرتے صرف جنازے میں شریک ہوجاتے تو پھر دوسرے کو مارنے کے لئے سوچتے، ہم عالمی سطح کی بات کر رہے ہیں لیکن ابھی ہم شیعی سطح تک نہیں پہنچ پائے ہیں ابھی ہم اپنے محلوں کے کپڑے سے باہر نہیں آئے ہیں۔اپنے خاندان کے ابریشم سے باہر نہیں نکلے ہیں۔وہ موذن کہہ رہا ہے ''اسھد ان الا الہ الا اللہ'' عرب آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ یہ موذن ''شین'' کو ''سین'' کہہ رہا ہے آیا ہمیں اذان کہنے کا حق ہے۔سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مآب نے فرمایا کہ بلال کی ''سین'' اللہ کے نزدیک ''شین'' میں بدل گئی ہے۔بلال اسھد ان لا الہ الا اللہ'' ضرور کہہ رہا ہے لیکن پروردگار اس کو ''اشھد ان الا الہ الا اللہ'' سن رہا ہے اس لئے کہ زبان سے نکلنے والی آواز کا نام اذان نہیں ہے بلکہ دل کی گہرائیوں کی آواز کا نام اذان ہے۔

آج عربیت کے نام پر کیا ہوا عربیت کہاں ہے؟ سعودی کا عرب الگ ہے، سیریا کا عرب الگ ہے۔ فلسطین کا عرب الگ ہے۔ آج ہمارے سامنے بہت بڑا Challenge ہے۔ ذرا سا بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ اس وقت کا سب سے بڑا چیلنج انہیں زنجیروں کو کاٹنا ہے۔ قرآن انہیں زنجیروں کو کاٹنا چاہتا ہے۔ اسلام ان زنجیروں کو کاٹنا چاہتا ہے۔

آج دنیا اسلام اور قرآن سے استفادہ کر رہی ہے۔ دنیا کو دیکھئے! آج امریکی اور یوروپی یونیورسٹی میں باقاعدہ ایک شعبہ ہے جس میں دین مبین اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور تعلیم دینے والے اکثر یہودی ہیں اس لئے کہ وہ لوگ سمجھ چکے ہیں اب یہاں پر امیر المومنین کی وصیت کا ایک فقرہ بیان کرنا مناسب ہے:

''بیٹا حسن! ہوشیار رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا غیر، قرآن پر عمل کر کے تم سے آگے بڑھ جائے'' اس لئے کہ قرآن اصول کا نام ہے قرآن میں Principles ہیں جنہیں کوئی بھی اپنا سکتا ہے۔ ہم بقول شاعر ''کلمہ پڑھے بغیر مسلمان ہوگئے''۔ جمال الدین افغانی مغرب سے واپس آئے تو کہا کہ میں نے مغرب میں اسلام دیکھا لیکن مسلمان نہیں ملا اور جب اپنے وطن آیا تو مسلمان ملا مگر اسلام نہیں ملا۔ جونیئر ٹیم جونیئر سے اور سینئر ٹیم سینئر سے لڑتی ہے، سینئر کا مقابلہ جونیئر سے نہیں ہوتا ہے۔ چھوٹا شیطان چھوٹے مومن کو بہکاتا ہے۔ علماء کا مقابلہ بڑے شیطانوں سے ہوتا ہے۔ آج ہمیں خبر نہیں کہ دشمن ہمارے دروازوں پر اور ہمارے گھروں میں آچکے ہیں۔ ہمارے گھروں کو ہم سے لے چکے ہیں۔ ہماری عورتوں کو لے چکے ہیں۔ ہمارے بچوں کو لے چکے ہیں۔ ہماری شخصیتوں کو لے چکے ہیں۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس لئے قرآن نے مسلمانوں کو تبلیغ کی ہے کہ یہ قرآنی اصول اور Principle ہیں ان پر عمل ضروری ہے ورنہ سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ ''والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا و عملوا الصٰلحٰت و تواصو بالحق و تواصو بالصبر'' (سورہ عصر) ایمان و عمل جسے آپ لازم و ملزوم کہتے ہیں لہٰذا ایمان ہے تو ضروری ہے کہ عمل بھی ہو۔ آج مسلمان Sattellite کے زمانے میں زندگی گزار رہا ہے، دین کی تبلیغ کے لئے جتنا میدان آج فراہم ہے اس سے قبل کبھی نہیں تھا۔ آج انسان فکری بات کرتا ہے پہلے جذباتی باتیں کرتا تھا۔ آج انسان سوال کرتا ہے۔ What ,Why یہ کیا ہے؟ ایسا کیوں ہے؟ ایسا کیوں نہیں ہے؟

ہم سب کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ دین اسلام کی عالمی سطح پر تبلیغ کرنے کے لئے پہلے اپنی فکری زنجیروں کو توڑیں، دین کو محدود کرنے کی کوشش نہ کریں، دین لامحدود ہے اور آج کی دنیا بہت محدود ہوگئی ہے۔ آج دنیا کو ایک دیہات اور Globle village کہا جا رہا ہے۔ ایک لمحے میں خبریں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچ رہی ہیں۔ آج یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تقریر یہاں ہو رہی ہے اسی وقت دنیا کے دوسرے حصوں پر دیکھی اور سنی جا سکتیں ہے۔ Sattellite کی دنیا نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر کوئی اہم شخص ہو تو اس کی زندگی کا ہر لمحہ باقاعدہ طور پر محفوظ کیا جا سکتا ہے خواہ وہ دنیا کے کسی بھی گوشہ میں ہو۔ پانچ سال پہلے وہ کہاں تھا یہ فوٹو کے ساتھ حاصل ہو جائے گا۔

اس دنیا میں ہم اپنے آپ کو محدود کر لیں یہ کہاں کا انصاف ہے؟ میں آپ کو ایک چھوٹی سی فکر دینا چاہتا ہوں ہم سب کا یقینی طور پر یہ عقیدہ ہے کہ ''هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین كله ولو كره المشركون'' (توبہ 33) یہ دین کامیاب ہوگا اور دین مکتب اہل بیت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آج 69 مسلم ممالک میں یہ واضح ہو چکا ہے کہ اس مکتب نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ آج اسلامی دنیا میں دو افراطی خطوط (Extreme Lines) ہیں ایک کا نام طالبان اور دوسرے کا نام اعتدال پسندی Moderation ہے۔ Moderation کا یہ عالم ہے کہ ترکی جیسے مسلم Country میں ایک عورت چادر نہیں اوڑھ سکتی اور طالبات کا حال آپ جانتے ہی ہیں ان دونوں لائنوں کے بیچ میں دنیا کو ایک (Midline) راہ اعتدال نظر آرہی ہے اور وہ ہے مکتب اہلبیت علیہم السلام 11 / ستمبر کے بعد دنیا میں جو وہابیت کی شناخت ہوئی ہے وہ ہم سب مل کر نہیں کر سکتے تھے۔ ہمیں اس موقع پر سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ خود نیویارک کے اخباروں میں دو تین مہینے تک وہابیت کے سلسلے میں Articles لکھے جاتے رہے کہ اس فرقہ کی

ابتدا کیا ہے؟ انتہا کیا ہے؟ اس کو کس نے شروع کیا؟ وغیرہ۔ دین اسلام ایک فطری مذہب ہے۔ مکتب تشیع و اہلبیتؑ فطرت انسانی سے ہماہنگ ہے۔ فطرت (Nature) کو کہیں دبایا نہیں جاسکتا۔ گھاس پر پتھر رکھیں تو پتا چلے گا کہ دب کر ختم ہوگئی، لیکن چند دنوں بعد وہ چاروں طرف سے اور زیادہ پھیل کر نکلے گی۔ اس لئے کہ یہ فطرت پر نکل رہی ہے۔ "الحق یعلوا ولا یعلیٰ علیه" حق خود بخود بلند ہوتا ہے اسے بلند کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اسے پہنچوانے کی ضرورت ہے اور یہ کام ہمیں کرنا ہے۔ کمپیوٹر میں ایک چیز ہے جس کو ہم ٹربو (Turbo) کہتے ہیں۔ Turbo کا کام کمپیوٹر کی Speed کو بڑھا دینا ہے حتیٰ آج کل کاروں کے لئے بھی ٹربو انجن (Turbo-Engine) آگیا ہے۔ لیکن انجن یا کمپیوٹر میں Speed کا بڑھنا اس وقت ممکن ہے جب وہ Start ہو، اگر ہم ابتدائی حرکت کریں تو دین میں خود بخود پھیلنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دین اسلام پھیلے گا۔ اسے کوئی نہیں دبا سکتا وعدۂ پروردگار ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مسلمان اپنا کردار ادا کرے اگر مسلمان محنت کرے تو دین Speed میں آجائے گا۔

قرآن نے فرمایا: "یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ" (جمعہ-1) پوری کائنات (Universe) تسبیح کی حالت میں ہے، کائنات وجود پروردگار کے محور میں گھوم رہی ہے۔ انسان کو بھی اسی محور میں آکر نجات مل سکتی ہے۔ جس کی مشق حج کے دوران کعبہ کے طواف کے ذریعہ کرائی جاتی ہے۔ محور خدا میں آئے بغیر نجات ممکن نہیں ہے۔ یہ ایک پیغام ہے جو ساری انسانیت کے لئے ہے۔ آج انسانیت زخمی ہے۔ آج انسانیت کو دین کی ضرورت ہے، آج انسانیت کو مکتب اہل بیتؑ کی ضرورت ہے۔ آج انسانیت کو پیغام کی ضرورت ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ہندو آکر ہمیں پیغام دے رہے ہیں اور ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم نے فقط اپنی عبادت گاہیں بنالی ہیں۔ اس کے علاوہ اور ہم نے کیا کیا ہے؟ اب تک ہم لوگ دفاعی حالت (Defensive line) میں رہے ہیں۔ اور اب ہمیں Offensive line میں کام شروع کرنا چاہئے تاکہ ہم موثر ثابت ہوسکیں۔ کوئی یہ نہ کہے کہ کیسے آگے بڑھوں کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے۔ جس نے یہ کہا وہ اپنی پوری زندگی میں کبھی بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ میں نے اپنی زندگی میں یہ تجربہ کیا ہے۔ سات سال کی عمر سے میں تنہا ہوں اور تنہا ہی اپنے آپ کو آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ کبھی بھی کسی کا سہارا قبول نہیں کیا سوائے خدا کے اور یقین کیجئے اس نے ساتھ دیا، یہ اس کا وعدہ ہے۔ "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ" (فصلت-30)

جب میں نے ٹورنٹو میں اپنا مشن شروع کیا تو ہمارے ساتھ کوئی نہیں تھا اور آج ایک ملین ڈالر کا پروجیکٹ پورا ہوگیا ہے۔ یہ کس طرح ہوا؟ مجھے نہیں معلوم اور اسی طرح تقریباً ایک ملین ڈالر کا پروجیکٹ پورا ہو پروجیکٹ علی پور میں مکمل ہوا۔ یہ کیسے ہوا؟ مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کسی کے گھر پر جاکر دستک نہیں دی کہ آپ میری مدد کریں۔

وَالَّذِیْنَ جٰهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ (عنکبوت-69)

آج ہمارے لئے عالمی سطح پر challenges ہیں، اب ہمیں اپنے گھروں اور اپنے کمروں میں نہیں رہنا چاہئے۔ ہمیں اپنے افکار کی تصحیح کرنی چاہئے۔ اس میں وقت ضرور لگے گا لیکن اس کے نتائج بہت خوبصورت ہیں اور کامیابی یقینی ہے۔

میری گذارش ہے کہ اس پروگرام کو انشاء اللہ جاری رکھیں، ہمیں امید ہے کہ آپ کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتیں ابھر کر سامنے آئیں گی ممکن ہے آپ کے اندر ایک دُرِّ بے بہا ہو۔ جسے آپ کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے اور یقین کیجئے کہ آپ لوگ انشاء اللہ کامیاب ہیں۔ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ" (انفال-2)

آج افکار کی تشخیص کا معیار انقلاب ہے، سلمان فارسی کہتے تھے کہ ہم جب کسی کے بارے میں یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ مومن ہے یا نہیں تو اس کے سامنے علی (علیہ السلام) کا ذکر چھیڑ دیتے تھے۔ آج کی دنیا میں اگر کسی کے بارے میں یہ دیکھنا ہے کہ اس کی سطح فکر بلند ہے یا نہیں تو اس

کے سامنے ہم ذکر انقلاب چھیڑ دیتے ہیں پھر معلوم ہو جاتا ہے کہ حقیقت میں یہ کیا ہے اور اس کی سطح شعور کتنی بلند ہے۔

آج ہماری مشکل بے شعوری ہے، ہمارے پاس صحیح رہنمائی نہیں ہے۔ نظم (Discipline) نہیں ہے۔ انٹرنیٹ پر کثرت سے شیعہ سائٹیں موجود ہیں لیکن ان میں بھی صحیح رہنمائی نہیں ہے۔ انٹرنیٹ پر تبرک ملتا ہے۔ علم بکتے ہیں، ہم کہاں ہیں؟ کس دنیا میں ہیں؟ میں ایک سال ایک مشہور شہر میں (نام نہیں لینا چاہتا) شب عاشور امام بارگاہوں میں گیا، واپس آیا تو امام زمانہ کو پکار کر کہا کہ جب ہماری فیکٹریوں (دینی مراکز) کا یہ عالم ہے تو اس کے پروڈکشن (production) سے گلہ نہیں۔

میں آخر میں ایک چیز کی طرف اور اشارہ کررہا ہوں۔ آج سب سے زیادہ جس موضوع پر گفتگو ہوتی ہے وہ انسانی حقوق (Human Rights) کا مسئلہ ہے اور انسانی حقوق کو پامال کرنے والوں نے انسانی حقوق کا علم اپنے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ امریکہ میں 1947 یعنی دوسری عالمی جنگ کے بعد یہ بحث چھڑی ہے یعنی 1947 سے قبل امریکہ میں کالا گورے کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا تھا، ان کے لئے کاریں بسیں اور ٹرینوں کی بوگیاں الگ تھیں جس طرح سے ہندوستان میں ہندوستانیوں کو انڈین کتے (Indian Dog) کہہ کر الگ رکھا جاتا تھا اور اب یہ ہمیں سکھا رہے ہیں کہ انسانیت کیا ہے؟ اور انسانی حقوق کیا ہیں؟ یہ ہمیں کیا سکھائیں گے؟ ہم اس گھرانے کے ماننے والے ہیں جس نے اپنے گھر میں فضہ کی تربیت کرکے یہ بتایا کہ حبش کی رہنے والی سیاہ فام کنیز بھی ذات پروردگار کی معرفت میں وہی حق رکھتی ہے جو عرب کی رہنے والی ایک خاتون رکھتی ہے۔ فضہ نے بیس سال تک فقط قرآن سے گفتگو کی ہے۔ بنت نبیؐ نے فضہ اتنا بلند کرکے بتایا کہ اگر اسلام کی تاریخ لکھی جائے تو اس تاریخ کا سب سے اہم باب اہل بیتؑ ہیں جہاں باپ نے بلال کو پیش کیا اور بیٹی نے فضہ کو پیش کیا۔

اگر ہم عالمی سطح پر کام کرنا چاہتے ہیں تو ہم اپنے نوجوانوں کو وہ دین جو اس زمانے میں ان کی ضرورت ہے، ان کے ذہنوں میں جو سوالیہ نشان بنے ہیں ان کا جواب دیں اور ان کو بتائیں کہ دین نے یہ کبھی نہیں کہا کہ تم پیچھے رہو بلکہ دین چاہتا ہے کہ تم آگے رہو، سعی اور کوشش کرو کیونکہ "لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى" انسان کے پاس اس کی کوشش کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اسلام میں نہ فقط انسانوں بلکہ حیوانوں کے بھی حقوق محفوظ ہیں حضرت سلیمانؑ نے چیونٹی کی آواز کو سنا اور اس کا خیال رکھا۔ آج کی پیش رفتہ ٹیکنالوجی کے زمانے میں بھی کوئی ایسا آلہ نہیں بن سکا جو چیونٹی کی آواز کو سمجھ سکے یہ الٰہی رہبر کی حساس سماعت تھی جو چیونٹی کی آواز سن اور سمجھ رہی تھی اور جب امام زمانہؑ کی حکومت ہوگی تو اس کی حساسیت کی بنیاد پر ہوگی۔ اسی لئے کہا گیا کہ زمین عدل وانصاف سے بھر جائے گی یہ نہیں کہا کہ زمین اسلام ودین سے بھر جائے گی کیونکہ جوہر دین عدل ہے۔

جہاں حضرت زہرا (س) نے فضہ کو پیش کیا، جہاں رسول اللہؐ نے بلال کو پیش کیا، وہیں کربلا میں حسینؑ نے جون کو پیش کیا، حسینؑ نے جون اور دیگر اصحاب کو اتنا بلند کیا کہ اب ان پر سلام کیا جائے گا تو حسینؑ کے ساتھ۔ السلام علیکم یا اولیاء اللہ

یہ دین ہے اور یہی فکر دین ہے، امید ہے کہ ہماری فکر میں وسعت آئے گی، عالمی سطح پر بیداری پیدا کرنے کے لئے ہمیں دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی ضروری ہے۔ خدا کی دی ہوئی صلاحیتوں اور نعمتوں پر شکر کرنے کی ضرورت ہے۔ "رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ" (سورہ نمل-19) پروردگارا! ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ جو نعمتیں تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر مبذول فرمائی ہیں۔ ان کا شکر ادا کروں اور کوئی ایسا نیک عمل بجالاؤں جس کو تو پسند فرمالے اور اپنی رحمت سے اپنے صالح بندوں میں داخل کر۔

عالمی پیمانے پر اسلامی تبلیغ کیلئے پہلا مرحلہ ہے اپنے ہی ہاتھوں سے بنائی ہوئی زنجیروں کو توڑ ڈالیں اور آفاقی، اسلامی فکر میں اپنے کو ضم کرنے کی کوشش کریں۔ یقیناً یہ مرحلہ بغیر اللہ کی ذات پر بھروسہ کئے اور اہل بیتؑ کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلے ہوئے ممکن نہیں ہے۔ ❁❁❁